

آہ! مولانا صفی الرحمن مبارک پوریؒ

عمر ہادر کعبہ و بت خانہ می نالد حیات ۵ تازہ بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

علم ہوا ہے کہ مولانا صفی الرحمن مبارک پوری؛ مصنف 'الرحیق المختوم' اپنے آبائی قصبے حسین پور (مبارک پور، اعظم گڑھ، بھارت) میں یکم دسمبر ۲۰۰۶ء بروز جمعۃ المبارک دنیا سے فانی ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

مبارک پور بھارت کا ایک نہایت مردم خیز خطہ ہے جہاں بڑی بڑی منتخب روزگار قسم کی شخصیات پیدا ہوئیں، مثلاً مولانا عبدالسلام مبارک پوری مصنف سیرۃ البخاری، مولانا عبدالصمد مبارک پوری، مولانا محمد امین اثری مبارک پوری، مولانا عبدالرحمن مبارک پوری مصنف 'تحفۃ الاحوذی' و تحقیق الکلام وغیرہ، مولانا عبید اللہ رحمانی مبارک پوری مصنف 'مرعۃ المفاتیح' وغیرہ اور قاضی اطہر مبارک پوری وغیرہم رحمہم اللہ

مولانا صفی الرحمن مبارک پوری رحمہ اللہ بھی اسی مردم خیز علاقے سے تعلق رکھتے تھے اور اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی تھے جس کا تذکرہ اوپر ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی بڑی عظیم صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ وہ بہ یک وقت ایک قابل مدرس، ماہر علم فرائض، کامیاب مناظر، شارح حدیث، سیرت نگار، محقق اور عربی/اردو دونوں زبانوں کے اعلیٰ پایے کے قلم کار، نثر نگار اور انشا پرداز تھے جس پر ان کی مشہور زمانہ تالیف 'الرحیق المختوم' شاہد عادل ہے جس پر ان کو رابطہ عالم اسلامی کے زیر اہتمام سیرت نگاری کے عالمی مقابلے میں اول انعام ملا۔ یہ کتاب انہوں نے اصلاً عربی میں لکھی اور اس وقت لکھی جب وہ جامعہ سلفیہ بنارس (بھارت) میں استاذ تھے۔ اس وقت تک انہوں نے عرب کی کسی یونیورسٹی کا منہ دیکھا تھا، نہ سعودی عرب میں ان کی آمد و رفت کا کوئی سلسلہ ہی تھا۔ انہوں نے بھارت کے دینی مدارس

ہی میں ساری تعلیم حاصل کی اور وہیں سلسلہ تدریس سے وابستہ رہے۔ ایسے ماحول میں رہ کر عربی انشا پردازی میں اتنی استعداد بہم پہنچا لینا کہ عرب بھی اس پر انعام دینے پر مجبور ہو جائیں، بلاشبہ ان کی غیر معمولی ذہانت و فطانت اور اعلیٰ قابلیت کی ایک واضح دلیل ہے۔

ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم!

پھر 'الرحیق المختوم' کو اردو کے حسین قالب میں بھی انہوں نے خود ہی ڈھالا جس سے ان کے اردو اسلوب میں بھی پختگی کا ثبوت ملتا ہے۔ 'الرحیق المختوم' جب عربی اور اردو دونوں زبانوں میں شائع ہوئی تو نہ صرف ان کی شہرت بامِ عروج پر پہنچ گئی بلکہ دنیوی ترقی کے راستے بھی ان پر وا ہو گئے۔ اس کے کچھ ہی عرصے کے بعد ان کو الجامعة الإسلامية مدینہ منورہ کے ایک ذیلی شعبے - مرکز السيرة النبوية - میں بطور محقق ذمہ داری سونپ دی گئی جس میں ان کے ذمے سیرتِ نبویہ سے متعلقہ تاریخی و حدیثی مواد کی تحقیق و تنقیح کا کام تھا۔

۱۹۹۳ء میں راقم کی ان سے مکتبہ دار السلام، الرياض (سعودی عرب) میں ملاقات ہوئی۔ جب راقم وہاں تفسیر 'حسن البیان' کی تالیف میں مصروف تھا، تو ان سے ان کے مذکورہ کام کی بابت پوچھا کہ وہ کس قسم کا کام ہے اور وہاں کام کی نوعیت کے اعتبار سے وہ مطمئن ہیں؟ تو فرمایا کہ یہ ادارہ صرف علما کو نوازنے کے لئے بنایا گیا ہے۔ یوں گویا انہوں نے کام کی نوعیت کے اعتبار سے عدم اطمینان فرمایا۔ اس پر راقم نے ان سے عرض کیا کہ جب معاملہ ایسا ہے تو آپ جیسے باصلاحیت افراد کو ٹھوس علمی و تحقیقی کام کرنا چاہئے اور یہ واقعہ ہے کہ اللہ نے ان کو علم و تحقیق کی جو گہرائی و گیرائی اور انشاء و تحریر کا جو سلیقہ عطا فرمایا تھا، وہ علمائے اہل حدیث میں بہت کم پایا جاتا ہے، اس اعتبار سے وہ بلاشبہ یکتا زمانہ اور اپنے اقران و امثال میں نہایت ممتاز تھے۔

لیکن غالباً مولانا کثیر العیالی کی وجہ سے اس ادارے سے ہی وابستہ رہے۔ تاہم اس دوران میں دار السلام سے بھی ایک گونہ تعلق انہوں نے قائم رکھا، اور دار السلام کے بعض علمی و قیام کاموں کی نگرانی و نظر ثانی فرماتے رہے۔ راقم کی تفسیر 'حسن البیان' پر بھی انہی ایام میں انہوں نے نظر ثانی فرما کر اپنی توثیق کی مہر اس پر ثبت فرمائی تھی۔ راقم اپنی یہ مختصر تفسیر..... جو نہایت غلٹ اور مختصر وقت میں تحریر کی گئی تھی..... اپنے الرياض کے چار مہینے پر محیط قیام کے

دوران سورہ ہود تک لکھ پایا تھا اور بقیہ کام لاہور آ کر اپنے گھر میں پورا کیا۔ یہ حصہ ان کی نظر سے گزر چکا تھا۔ راقم نے آنے سے قبل ان سے مشورۃ پوچھا کہ تفسیر کے اُسلوب کے بارے میں کچھ وضاحت فرمادیں تاکہ اس کی روشنی میں اس کو مزید بہتر بنایا جاسکے تو انہوں نے فرمایا کہ جس اختصار اور قلیل مدت میں آپ یہ کام کر رہے ہیں، اس کو دیکھتے ہوئے یہ بہت بہتر ہے، اس کی بابت مزید مشوروں کی ضرورت نہیں ہے۔

مذکورہ ادارے سے فراغت کے بعد پھر وہ دارالسلام، الریاض سے وابستہ ہو گئے اور دارالسلام کی خواہش پر انہوں نے عربی میں صحیح مسلم کی شرح لکھی جو ”منة المنعم“ کے نام سے چار جلدوں میں دارالسلام ہی کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ ’الرہیق المختوم‘ کی تالیف سے پہلے بلوغ المرام کی عربی زبان میں شرح بھی لکھ چکے تھے جو اتحاد الکرام شرح بلوغ المرام کے نام سے بھارت سے ہی شائع ہوئی، پھر دارالسلام نے اسے شائع کیا۔ علاوہ ازیں دارالسلام ہی کے زیر اہتمام اس شرح کا اردو ترجمہ بھی شائع ہوا۔

دارالسلام نے ’الرہیق المختوم‘ کا انگریزی ترجمہ بھی شائع کیا بلکہ مولانا مرحوم نے ’الرہیق المختوم‘ (عربی) کا ایک اختصار بھی عربی میں روضۃ الأنوار فی سیرۃ النبی المختار کے نام سے کیا تھا۔ دارالسلام نے یہ عربی نسخہ بھی شائع کیا اور خود مولانا مرحوم ہی نے ’الرہیق المختوم‘ کی طرح اس کا اردو ترجمہ بھی ’تجلیات نبوت‘ کے نام سے کیا، دارالسلام نے اسے بھی نہایت دیدہ زیب انداز سے شائع کیا ہے۔ ان کے علاوہ دارالسلام کی بہت سی کتابوں پر انہوں نے نظر ثانی کا کام کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی ان تمام خدمات کو قبول فرمائے اور اس کی بہترین جزا انہیں اپنے پاس سے عطا فرمائے جہاں اب وہ پہنچ چکے ہیں۔

چند سال قبل ان پر فالج کا حملہ ہوا تھا جس سے ان کی صحت خاصی متاثر ہوئی اور آپ تصنیف و تالیف کا کام کرنے کے قابل نہ رہے اور بظاہر ان کی صحت یابی کی اُمید بھی نظر نہیں آتی تھی۔ لیکن اللہ نے اپنا فضل فرمایا اور وہ قدرے صحت یاب ہو کر تھوڑا بہت کام کرنے لگے تھے، تاہم بیماری سے طبیعت میں جو نقاہت اور نڈھال پن پیدا ہو گیا تھا، اس کو دیکھتے ہوئے محسوس یہی ہوتا تھا ع دل کا جانا ٹھہر گیا ہے، صبح گیا یا شام گیا!!

بالآخر وہ وقت آ ہی گیا کہ علم و عمل کا یہ آفتاب سارے عالم میں اپنی تابانیاں بکھیرنے کے بعد بھارت کی سرزمین میں غروب ہو گیا۔ غفر الله له ورحمه
واقعہ یہ ہے کہ ان کی وفات سے تدریس و افتا کی ایک عظیم مسند خالی ہو گئی ہے، علم و تحقیق کا ایک باب بند ہو گیا ہے، اسلاف کی علمی و اخلاقی روایات کا حامل ایک حسین پیکر ہمیشہ کے لئے آنکھوں سے اوجھل ہو گیا ہے، حلم و تدبر کا ایک عظیم مرقع پیوندِ خاک ہو گیا اور پاک و ہند کی جماعتِ اہل حدیث اپنے گھر شب چراغ سے محروم ہو گئی۔ بقول میر وہ ایسے عظیم انسان تھے جس کی بابت اس نے کہا تھا:

مت سہل ہمیں جانو، پھرتا ہے فلک برسوں

تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

یقیناً وہ اپنے علمی کارناموں کی بدولت ہمیشہ زندہ رہیں گے:

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

مولانا مرحوم کی چند دیگر تصانیف

① شرح أزهار العرب (عربی): أزهار العرب علامہ محمد سورتی کا جمع کردہ نفیس عربی اشعار پر مشتمل ایک منتخب اور ممتاز مجموعہ ہے۔ یہ شرح ۱۹۶۳ء میں لکھی گئی مگر قدرے ناقص رہی اور طبع نہیں کرائی جاسکی۔

② المصباح في مسألة التراويح للسيوطي کا اردو ترجمہ ۱۹۶۳ء

③ ترجمہ الکلم الطيب لابن تيمية ۱۹۶۶ء

④ ترجمہ کتاب الأربعين للنووي ۱۹۶۹ء مع مختصر تعلیق

⑤ صحف يهود و نصاریٰ میں محمد ﷺ کے متعلق بشارتیں (اردو) ۱۹۷۰ء

⑥ تذکرہ شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب ۱۹۷۲ء۔ یہ اصلاً محکمہ شرعیہ قطر کے قاضی شیخ احمد بن حجر کی عربی تالیف کا ترجمہ ہے لیکن اس میں کسی قدر ترمیم و اضافہ کیا گیا ہے۔

- ④ تاریخ آل سعود (اُردو) ۱۹۷۲ء۔ یہ کتاب تذکرہ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ کے پہلے ایڈیشن کے ساتھ شائع ہو چکی ہے۔
- ⑤ اتحاف الکرام حاشیہ بلوغ المرام لابن حجر عسقلانی (عربی) ۱۹۷۴ء
- ⑥ قادیانیت اپنے آئینہ میں (اُردو) ۱۹۷۶ء
- ⑦ فتنہ قادیانیت اور مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ (اُردو) ۱۹۷۶ء
- ⑧ 'الرحیق المختوم' عربی اور اسی نام سے اُردو ترجمہ
- ⑨ انکارِ حدیث کیوں؟ (اُردو) ۱۹۷۶ء
- ⑩ انکارِ حدیث حق یا باطل؟ (اُردو) ۱۹۷۷ء
- ⑪ رزمِ حق و باطل (مناظرہ بجز ڈیوے) کی رُوداد، ۱۹۷۸ء
- ⑫ إبراز الحق والصواب في مسألة السفور والحجاب (عربی) ۱۹۷۸ء
- اس کتاب میں ڈاکٹر تقی الدین ہلالی مراکشی حفظہ اللہ کی رائے پر علمی محاکمہ کیا گیا ہے۔
- ⑬ تطور الشعوب والديانات في الهند ومجال الدعوة الإسلامية فيها (عربی)
- ⑭ الفرقة الناجية والفرق الإسلامية الأخرى (عربی) ۱۹۸۲ء
- ⑮ اسلام اور عدم تشدد ۱۹۸۴ء

مولانا صفی الرحمن مبارک پوریؒ ۲۱ برس قبل (۲۹ نومبر تا ۱۰ دسمبر ۱۹۸۵ء) پاکستان میں تشریف لائے تھے۔ حافظ صلاح الدین یوسف ان دنوں ہفت روزہ 'الاعتصام' کے مدیر تھے۔ اس موقع پر دار الدعوة السلفیہ میں مولانا مبارک پوریؒ کے اعزاز میں ایک استقبالیہ دیا گیا جس میں دور دراز سے علمائے کرام نے شرکت فرمائی۔ مولانا نے ہندوستان میں جماعت اہل حدیث کا ماضی، حال اور مستقبل کے عنوان سے جامع خطاب فرمایا اور حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا، بعد میں یہ خطبہ، مولانا علیم ناصری کے قلم سے دورہ کی مختصر روداد کے ہمراہ 'الاعتصام' کے ۲۰ دسمبر ۱۹۸۵ء کے شمارہ میں شائع ہوا۔ مزید برآں مولانا مرحوم کے سوانح حیات ان کی کتاب 'الرحیق المختوم' کے آغاز میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔ (ح م)